۱۷ اواں باب

مدینے کے اطراف کی طاقتوں کا انہدام

سریہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ	سریۃ القرطاء	غزوہ بنی لحیان
سریہ عکاشہ اسدی رضی اللہ عنہ	سریہ ذوالقصہ	سریہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
غزوہ غابہ ذی قردہ	سریہ جموم / سریہ مرالظہران	سریہ عیص
سریہ الطرف یا الطرق	سریہ وادی القریٰ/ حِسمیٰ	سریہ فدک
سریہ دومۃ الجندل	سریہ مدین	سریہ ام قرفہ
سریہ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ	سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	سریہ عرنیین

باب# ۱۷۱

مدینے کے اطراف کی طاقتوں کا انہدام

ذوالحجہ ۵ ہجری تا شوال ۶ ہجری

سریہ عبداللہ بن عتیک

[زیرِ قیادت عبداللہ بن عتیکؓ بمقام خیبر، بخلاف سلام بن الحقیق ، بتاریخ ذوالحجہ ۵ ھ ، اپریل ۶۲۷ء]

ابورافع ایک مشہور یہودی دولت مند تاجر تھا۔اِس کا اصل نام عبداللہ بن ابی الحقیق یا سلام بن الحقیق تھا۔ اسلام کا کٹّر دشمن ہونے کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی اس کی عادت تھی۔ مدینے پر ایک فیصلہ کن حملے پر اُکسانے کے لیے حُیَیّ بن اَخطَبْ کے ساتھ یہ بھی مکہ گیا تھا اور غزوۂ خندق میں دشمنوں کی متحدہ دس ہزار فوج کو تیار کرنے میں یہ بن اَخطَبْ کا دستِ راست تھا اور خاص بات یہ کہ ابوسفیان کو اُبھار کر اِسی نے اُسے فوج کا سپہ سالار بنایا تھا۔ حُیَیّ تو بنو قریظہ والوں کے ہم راہ قتل کر دیا گیا تھا مگر یہ جوتے چھوڑ کر میدان سے بھاگنے والی فوج میں شامل ہو کر بچ گیا تھا اور شاید خیبر کی جانب بھاگنے والوں کا "روشن خیال دانش ور" رہنما یہی تھا۔

'روشن خیالی'، 'دانش وری' اور شانِ رسالت میں گستاخی میں اگرچہ اِس کے پیش رو کعب بن اشرف کا کوئی ہم پلہ نہیں تھا لیکن قبیلہ اوس کے جاں بازوں نے اُسے جنگ اُحد سے قبل ہی گھر سے باہر بلا کر موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔ اُس کی موت کے بعد مذکورہ اوصاف قبیحہ میں اب ابورافع جیسا شخص ہی اُن کا قائدِ اوّل تھا۔ قبیلہ اوس کو جو کعب کی نجاست کو ٹھکانے لگانے کی سعادت ملی تو قبیلۂ خزرج والوں نے سوچا کہ ہم ابورافع کو ٹھکانے لگا کر دشمن رسولؐ کو قتل کرنے کا اجر و ثواب حاصل کر لیں۔ چناں چہ خزرج کے چھ افراد؛ عبداللہؓ بن عتیک، عبداللہؓ بن انیس، ابو قتادہؓ، حارثؓ بن ربعی، مسعودؓ بن سنان اور خزاعیؓ بن اسود نے اس کام کا بیڑہ اُٹھایا اور رسول اللہ ﷺ سے خیبر پہنچ کر یہ کام انجام دینے کی اجازت چاہی، آپؐ نے عبداللہؓ بن عتیک کو اس جماعت کا امیر مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے گریز کیا جائے۔

یہ لوگ خاموشی سے خیبر پہنچ گئے، جب یہ لوگ اس کے قلعہ کے قریب پہنچے تو سورج ڈوب رہا تھا اور

لوگ اپنے جانوروں کو واپس لا رہے تھے عبد اللہؓ بن عتیک نے ساتھیوں سے کہا آپ لوگ یہیں ٹھہریں میں جاتا ہوں اور اندر جانے کی کوشش کرتا ہوں۔ چناں چہ عبد اللہؓ گئے اور دروازہ کے قریب بڑی مسکین سی حالت میں بیٹھ گئے، گارڈ نے کہا! اے اللہ کے بندے اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آجا کیوں کہ میں دروازہ بند کر رہا ہوں عبد اللہؓ بن عتیک یہ سنتے ہی اعتماد سے اندر چلے گئے اور گارڈ کی چوکی کے قریب ہی چھُپ گئے، گارڈ نے دروازہ بند کر کے چابیاں کیل میں لٹکا دیں جب وہ سو گیا تو انھوں نے اٹھ کر چابیاں اتار لیں اور تالا کھول دیا تاکہ بھاگتے وقت تالا کھولنے میں وقت ضائع نہ ہو۔ اُس شب ابو رافع کے بالا خانے پر داستان گوئی کی محفل تھی، یہ ایک چاندنی رات تھی، رات گئے یہ مشغلہ جاری رہا۔ جب تمام شرکاء چلے گئے اور ابو رافع سو گیا تو وہ بالا خانہ میں خوابِ خرگوش میں محو ابو رافع تک پہنچ گئے وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے بچوں کے ساتھ سو رہا تھا، اندھیرے کی وجہ سے عبد اللہ اس کی جگہ کا صحیح اندازہ نہیں کر پا رہا تھے انھوں نے ابو رافع کہہ کر پکارا تو وہ ہڑ بڑا کر بولا کون ہے؟ عبد اللہ نے آواز کی سمت پر تلوار کا وار کیا مگر یہ وار خالی گیا اور وہ خوف سے چیخا تو عبد اللہؓ کمرے سے باہر نکل گئے اور پھر جلد ہی دوبارہ اندر آکر پوچھا کہ اے ابو رافع تم کیوں چیخے؟ اس نے اُنھیں اپنا آدمی سمجھا اور کہا تیری ماں تجھے روئے ابھی کسی نے مجھ پر تلوار سے حملہ کیا ہے یہ سنتے ہی اُنھوں نے ایک ضرب اور لگائی اور پھر ایک اور ضرب اُس کے پیٹ میں لگائی، جب اُنھیں یقین ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے تو واپس پلٹے، جلدی میں نکلتے ہوئے ایک اونچی سیڑھی سے نیچے گر پڑے جس کی وجہ سے پنڈلی ٹوٹ گئی جسے انھوں نے اپنے عمامہ سے کس کر باندھ لیا اور قلعہ سے باہر آکر دروازہ پر بیٹھ گئے، اُن کا یہ عزم تھا کہ اس وقت تک یہاں سے نہیں جائیں گے کہ جب تک ابو رافع کے مرنے کی کوئی شہادت نہ مل جائے، آخر مرغ کی بانگ سنائی دی اور قلعہ کے اوپر دیوار پر کھڑے ہو کر ایک شخص نے کہا کہ لوگو! ابو رافع حجاز کا سوداگر مر گیا وہ یہ سنتے ہی اپنے ساتھیوں کی طرف ایک ٹانگ سے اچھلتے ہوئے چل نکلے اور ان سے کہا کہ اب جلد بھاگ نکلو، اللہ نے ابو رافع کو ہلاک کرا دیا۔

کامیاب و کامران دستے نے مدینے پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سنائی۔ آپؐ نے عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کے پیر کو دیکھا اور فرمایا کہ پاؤں پھیلاؤ، اُنھوں نے پھیلایا تو آپؐ نے اپنا مبارک ہاتھ عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کے پیر پر پھیرا، ہاتھ کیا پھیرنا تھا، نہ کوئی درد رہا نہ تکلیف، عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوا کہ کبھی کوئی چوٹ لگی ہی نہیں تھی۔ [واقعے کی تفصیلات بخاریؒ کی روایت سے ماخوذ ہیں]

۸	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	سریہ جموم / سریہ مر الظہران	نامعلوم	جموم	بنو سلیم/وادیٔ فاطمہ	ربیع الآخر ۶ ہجری	ستمبر ۶۲۷	XX	XX
۹	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	سریہ عیص	۱۷۰	عیص	قریش کا قافلہ	جمادی الاولیٰ،	اکتوبر ۶۲۷ء	XX	XX
۱۰	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	سریہ الطّرَف یا الطرق	۱۷	طِرَف	بنو ثعلبہ	جمادی الآخر	نومبر ۶۲۷ء	XX	XX
۱۱	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	سریہ وادی القریٰ / حِسمیٰ	۵۰۰	حِسمیٰ	بنو جُذام	رجب	دسمبر ۶۲۷ء	XX	XX
							628 AD		
۱۲	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	سریہ فدک	۱۰۰	فدک	بنو سعد	شعبان آخر	جنوری ۶۲۸ء	XX	XX
۱۳	عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	سریہ دومۃ الجندل	۷۰۰	دومۃ	بنو کندہ اور بنو کلب	شعبان آخر	جنوری ۶۲۸ء	XX	XX
۱۴	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	سریہ مدین	نامعلوم	مدین	بنو سعد	رمضان	فروری ۶۲۸ء	XX	XX
۱۵	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	سریہ ام قرفہ	اندازاً ۵۰۰	وادی القریٰ	بنو فزارہ، بنو بدر	رمضان	فروری ۶۲۸ء		
۱۶	عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ	سریہ عمرو بن امیہ	۲	مکہ	قریش/ابوسفیان	رمضان	فروری ۶۲۸ء	۱	XX
۱۷	عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	سریہ عبد اللہ بن رواحہ	۳۰	قرقرۃ ثباۃ	خیبر کے یہود	شوال ۶ ہجری	مارچ ۶۲۸ء	۲۹	XX
۱۸	کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ	سریہ عرنیین	۲۰	جبلِ عیر	بنو فزارہ کے ڈاکو	شوال ۶ ہجری	مارچ ۶۲۸ء،	۵	XX

غزوہ بنو قریظہ اور غزوہ حدیبیہ کے درمیان واقع ہونے والے دو غزوے اور سولہ سریہ جات [سنہ ۵ اور ۶ ہجری میں] باعتبارِ ترتیب زمانی

رحمت اللعٰلمین ﷺ نے مدینہ پر چڑھ آنے والی قریشِ مکہ، یہود خیبر اور غطفان کی افواج کے ناکام بھاگ جانے کے بعد اُن کی مناسب اور قرار واقعی تنبیہ اور سرکوبی کے لیے متعدد فوجی مہمات برپا کیں، بعض ڈاکہ زن قبیلوں اور بدامنی پھیلانے والوں کی سرزنش کے لیے اور بعض اسلامی ریاست کے پھیلاؤ میں مزاحم قوتوں کے استیصال کے لیے بھی یہ مہمات ہوئیں۔ فریقِ مخالف جس روّیے سے معاملت کر رہا تھا، اُسی درجے اُس نے مسلمانوں کو سختی یا نرمی سے کام لیتے ہوئے پایا۔

	زیرِ قیادت	سریہ کا معروف نام	نفری	مقام	مخالف قبیلہ/قوم	قمری تاریخ	شمسی تاریخ	مقتولین	شہداء
۱	عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ	سریہ عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ	۵	خیبر	یہود، عبداللہ بن ابی الحقیق	ذوالحجہ ۵ھ	اپریل ۶۲۷ء	ابورافع	XX
	سنہ ۶ ہجری								
۲	محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	سریة القرطاء	۳۰	نجد	بنو بکر بن کلاب	محرم الحرام	جون ۶۲۷ء	XX	XX
۳	رسول اللہ ﷺ	غزوہ بنی لحیان	۲۰۰	عسفان	عضل اور لحیان	ربیع الاوّل	جولائی ۶۲۷ء	XX	XX
۴	عکاشہ بن محصن	سریہ عکاشہ اسدی رضی اللہ عنہ	۴۰	نجد	بنو اسد	ربیع الاوّل	جولائی ۶۲۷ء	XX	XX
۵	محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	سریہ ذوالقصہ	۱۰	ذوالقصہ	بنو ثعلبہ و انمار	ربیع الاوّل	جولائی ۶۲۷ء	XX	۹
۶	عبید اللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ	سریہ ابو عبیدہ بن الجراح	۴۰	ذوالقصہ	بنو ثعلبہ و انمار	ربیع الثانی	اگست ۶۲۷ء	XX	XX
۷	رسول اللہ ﷺ	غزوہ غابہ ذی قردہ/ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ	۹	ذوقرد	بنو فزارہ کے ڈاکو	ربیع الثانی	ستمبر ۶۲۷	۴	۱

۲: سریۃ القرطاء

[زیرِ قیادت محمد بن مسلمہؓ، بمقام نجد، بخلاف بنو بکر بن کلاب، بتاریخ محرم الحرام ۶ ہجری، جون ۶۲۷ء]

غزوہ احزاب (خندق) میں غدّاری کر کے دشمنوں کا ساتھ دینے کے جرم میں مدینے میں رہنے والے بنو قریظہ کے یہودیوں سے نبٹنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینے کے اطراف میں اُن تمام بدّو قبائل کی طرف توجہ دی جنھوں نے مدینے پر فوج کشی میں حصہ لیا تھا۔ نجدی قبائل میں بنو بکر بن کلاب کو سب سے پہلے ابوسفیان کی فوج میں بھرتی ہو کر آنے کی سزا دینے کا فیصلہ ہوا۔ اس کام کے لیے ماہر جنگجو جناب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اِن کے ساتھ تیس گھڑ سوار مجاہدین کو کیا۔ جنھوں نے اچانک اِن کو جا لیا، انھوں نے کچھ دیر مقابلہ کیا مگر جلد ہی بارہ لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اِن کے چھوڑے ہوئے مویشی ضبط کر لیے گئے۔ مدینے واپسی میں قبیلہ بنو حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اُثال کو عمرے کے لیے عازم مکہ پایا تو گرفتار کر لیا، گرفتار کرنے والوں کو ہرگز اندازہ نہیں تھا کہ اُنھوں نے کتنے بڑے آدمی کو گرفتار کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے پہچان لیا اور اپنے صحابہؓ کو ہدایت کی کہ اُسے اکرام و اعزاز کے ساتھ مگر حفاظت سے رکھا جائے کہ فرار نہ ہو سکے۔ نبی اکرم ﷺ اِس قیدی سے گفتگو کرنے مستقل تشریف لے جاتے اور اُس کا احوال دریافت کرتے، آپؐ نے اُس سے پوچھا ثمامہ تمھارے دل میں کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ اے محمدؐ میرے دل میں خیر اور بھلائی ہے، اگر تم مجھے قتل کرو گے تو ایسے شخص کو قتل کرو گے جس کے خون کی بڑی قیمت چکانی ہو گی اور اگر آپؐ معاف فرمادیں گے تو ایک ایسے شخص کو جو احسان کا بدلہ دینا جانتا ہے! اِس طرح کئی مرتبہ یہی سوال اور جواب ہوئے اور ایک دن آپؐ نے اُسے بغیر کسی فدیے کے رہا کر دینے کا فیصلہ سُنا دیا اور کہا ثمامہ تم آزاد ہو جہاں چاہو جا سکتے ہو۔

آزاد ہونے کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا واللہ، اے محمدؐ! مجھے کبھی آپؐ کی ذات سے زیادہ اس زمین پر کسی سے نفرت نہیں تھی مگر آج آپؐ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں ہے، مجھے آپؐ کے دین سے زیادہ کسی دین سے نفرت نہیں تھی اور آج اسلام سے زیادہ مجھے کوئی دین پسند نہیں اور اُس نے مزید یہ بھی کہا کہ مدینے سے زیادہ دنیا میں کسی اور مقام سے مجھے نفرت نہیں تھی اور آج مجھے ساری دنیا میں مدینے سے زیادہ کوئی شہر عزیز نہیں ہے۔ ثمامہؓ اسلام قبول کر کے مکہ عمرہ کرنے گئے، وہاں قریش نے اُن کو حجِ ابراہیمی میں داخل کی گئی مشرکانہ حرکتوں اور فضول بدعات سے مجتنب پایا تو اُن کو معلوم ہو گیا کہ ثمامہؓ نے اسلام قبول

کرلیاہے توانھوں نے ثمامہؓ کو گرفتار کرلیا، لیکن اُن کی دھمکی پر کہ مکہ کو یمامہ سے غلے کی رسد وہ بند کردیں گے، اُن کو چھوڑ دیا گیا۔ اُنھوں نے واپس جا کر حقیقتاً قریش کو غلّے کی رسد بند کرادی۔ آخر قریش کو رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرواکے اپنے لیے یہ رسد بحال کرانی پڑی، قریش کی غرور سے بھری ناک کے کیڑے جھڑنا شروع ہوگئے تھے۔

۳: غزوہ بنی لحیان

[زیرِ قیادت رسول اللہ ﷺ، بمقام عسفان ،بخلاف عضل اور لحیان، بتاریخ ربیع الاوّل ۶ ہجری، جولائی ۶۲۷ء]

جنگ اُحد میں شہادتوں کی ایک بڑی تعداد کی بناپر اسلام دشمنوں کی مسلمانوں پر چیرہ دستی کے لیے جو ہمتیں بڑھ گئی تھیں، اُس کا ایک شاخسانہ رجیع کا المناک واقعہ بھی تھا۔ اُس وقت پہلے ہی کثیر شہادتوں کے باعث عسکری مہمات کی گنجائش زیادہ نہ تھی اور آزمائش پر آزمائش یہ تھی کہ رجیع کے الم ناک حادثے کی اطلاع تنہا نہیں ملی تھی بلکہ بئر معونہ کے انتہائی دردناک واقعے کی بھی اطلاع اُسی کے ساتھ یا اُسی روز ہی ملی تھی۔ فوری طور پر بنو لحیان کے خلاف، جو حجاز کے بہت اندر عسفان کے مقام پر آباد تھے کوئی قدم اُٹھانا ممکن نہیں تھا جنھوں نے رجیع میں تعلیم و تربیت کے نام پر بلائے گئے چھ صحابہ میں سے چار کو قتل کردیا تھا اور دو کو مکے میں قتل ہونے کے لیے قریش مکہ کے مشرکین کے ہاتھوں فروخت کردیا تھا تاکہ وہ بدر کے مقتولین کے بدلے اِن کو قتل کریں۔ اب جب کہ خندق کے سامنے پورے عرب سے امنڈ کر آیا ہوا لشکرِ جرار اپنا پورا زور لگا کر خندق پار کرنے اور مدینے کو شکست دینے میں ناکام ہو کر آپس میں انتشار وافتراق کا شکار تھا، بہترین موقع تھا کہ بدلہ چکا یا جائے۔

محمد ﷺ نے مدینہ کا انتظام ابن مکتومؓ کو سونپا اور اپنے دوسو اصحابؓ بمع بیس گھڑ سواروں کو لے کر بنو لحیان پر یلغار کے لیے نکلے اور بطن غران اور عسفان کے درمیان اُس وادی میں پہنچے جہاں مسلمان صحابہؓ کو شہید کیا گیا تھا۔ مسلم سپاہ نے یہاں دو دن قیام کیا پھر حملے کے لیے عسفان کو نکلے۔ بنو لحیان کو آپ ﷺ کے لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرف فرار ہوگئے اور مسلمانوں نے اُن میں سے کسی کو نہ پایا، مقصد کافی حد تک حاصل ہوگیا مسلمانوں کو یقین آگیا کہ وہ ڈرے ہوئے ہیں اور وہ تابعدار بن کر ہی رہیں گے۔ پھر آپؐ نے مکے کے قریب جانے کا قصد کیا اور کراع الغمیم تک کے لیے دس سواروں کا دستہ آگے بھیجا تاکہ مشرکینِ قریش کو خبر ہو جائے اور وہ خوف زدہ ہو جائیں۔ اس دستے نے وہاں تک چکر لگایا۔ لشکر کل ۱۴ روز وشب مدینہ سے باہر

گزارنے کے بعد مدینہ واپس پہنچا۔

۴: سریہ عکاشہ اسدی رضی اللہ عنہ

[زیرِ قیادت عکاشہ بن محصنؓ، بمقام نجد، بخلاف بنو اسد، بتاریخ ربیع الاوّل ۶ ہجری، جولائی ۶۲۷ء]

محمد بن مسلمہؓ کے قرطاء کی جانب بھیجے گئے دستے کو ابھی پورے دو ماہ بھی نہ گزر پائے تھے کہ اطلاع ملی کہ طُلیحہ بن خویلد الاسدی مدینے کے خلاف بُرے ارادوں سے دوبارہ قبائل کو جمع کر رہا ہے۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ تمام قبیلے جو مدینے پر چڑھ آنے والی افواج کا حصہ تھے اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر اُنھوں نے آگے بڑھ کر مدینے کو زیر نہ کر لیا تو مدینہ جنگِ خندق کے دوران اُس پار کھڑے ہونے والے ایک ایک قبیلے سے دشمنوں کا ساتھ دینے کا قرار واقعی انتقام لے گا۔

بنو اسد کو سزا دینے کے لیے اُن پر فوج کشی تو مناسب وقت کی منتظر تھی، جوں ہی رسول اللہ ﷺ کو اُن کے ارادوں کی اطلاع ملی آپؐ نے جان لیا کہ مناسب ترین وقت آگیا ہے۔ عکاشہ بن محصن اسدیؓ کی سرکردگی میں چالیس گھڑ سواروں کا دستہ نجد کی جانب اُن کی سرکوبی کے لیے روانہ کر دیا گیا۔ بنو اسد کو جوں ہی مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملی گھروں سے اپنے ساز و سامان کے ساتھ پہاڑوں میں پناہ لینے کے لیے فرار ہو گئے۔ عکاشہؓ کے دستے کو مقابلے کے لیے کوئی نہ ملا۔ پہاڑوں کے درمیان ایک تنگ وادی میں بنو اسد نے اپنے اونٹ چھوڑ دیے تھے، جنھیں ایک بنو اسد کے پیچھے رہ جانے والے فرد کی اطلاع پر ضبط کر لیا گیا۔ بنو اسد نے مسلمانوں پر حملے کا خیال دل سے نکال دیا، اس مہم کا یہی مقصد تھا۔

۵: سریہ ذوالقصہ

[زیرِ قیادت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بمقام ذوالقصہ، بخلاف بنو ثعلبہ و انمار، بتاریخ ربیع الاوّل ۶ ہجری، جولائی ۶۲۷ء]

ذوالقصہ میں بنو غطفان کی شاخ بنو ثعلبہ و انمار کے لوگ آباد تھے۔ یہ لوگ جنگِ خندق میں چڑھ کر آنے والی احزاب (افواج) کا حصہ تھے، اِن پر حملے کے لیے اِن کا یہی جرم کافی تھا لیکن یہ مدینے کے خلاف کچھ اور بُرے منصوبے بھی بنانے میں ملوّث ہو گئے، جس کی خبر نبی ﷺ تک پہنچی تو آپؐ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دس گھڑ سواروں کا دستہ اِن کی خبر لینے کے لیے بھیجا، جس کے نکلنے کی اطلاع اَغلباً منافقین نے کسی طرح اِن کو کر دی یا اِن کے اپنے جاسوسی کے نظام سے انھیں معلوم ہو گیا کہ مسلمان آ رہے ہیں اور یہ بھی

معلوم ہو گیا کہ وہ بس ایک چھوٹی سی جماعت ہیں۔ یہ تمام لوگ ادھر ادھر جنگلوں میں چھپ گئے اور سو(۱۰۰) جنگجوؤں کا ایک دستہ مسلمانوں کے انتظار میں قریب ہی کہیں چھپا رہا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جب بستی میں داخل ہوئے تو اُس کو خالی پایا۔ آرام کے لیے بیٹھ گئے اور لوگوں کی آنکھ لگ گئی چھپے ہوئے کفار نے اِن کو اچانک آلیا اور اپنی دانست میں سب کو شہید کر دیا لیکن در حقیقت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو شہادت کی سعادت نہیں ملی تھی وہ محض زخمی تھے، کفار نے اُن کو مردہ جان کر چھوڑ دیا البتہ مسلمانوں کا تمام اسلحہ وہ لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایک مسلمان کا وہاں سے جلد ہی گزر ہوا جو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ مدینے لے آیا اور وہاں اُن کا علاج ہوا۔ یہ سریہ اپنے مقاصد نہ حاصل کر سکا۔ اِن کو سبق سکھانے کے لیے اگلے مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور سریہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا۔

۶: سریہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

[زیرِ قیادت ابو عبید اللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ، مقام ذو القصہ، بخلاف بنو ثعلبہ و انمار، بتاریخ ربیع الثانی ۶ ہجری، اگست ۶۲۷ء]

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے سریے کے بے مقصد ختم ہو جانے پر اگلے مہینے ربیع الثانی ۶ ھ میں سریہ ابو عبیدہ بن الجراح ذی القصہ کی طرف ۴۰ آدمیوں کے ساتھ بھیجا گیا۔ اس سریہ کو بھیجنے کی پہلی وجہ تو اِن سے پچھلے سریے کے نو افراد کی شہادت کا بدلہ چکانا تھا، دوسری یہ کہ جنگِ خندق میں اِن کی کفار کے ساتھ شمولیت تھی لیکن اِن دونوں وجوہات سے ماسوا فوری وجہ یہ تھی کہ اِن کی ہمتیں اور جرأت مسلمانوں کے خلاف بہت بڑھ گئی تھیں، یہ لوگ خشک سالی کا شکار تھے اور یہ منصوبہ بنا رہے تھے کہ مدینہ کے وہ مویشی جو حیفاء کی چراگاہوں میں چرتے ہیں لوٹ کر لے جائیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کو نماز مغرب کے بعد بھیجا گیا یہ لوگ صبح کی تاریکی میں ذی القصہ پہنچ گئے ان پر حملہ کر دیا وہ بھاگ کر پہاڑوں میں چھپ گئے۔ ایک شخص ملا جس نے اسلام قبول کر لیا۔ اسے چھوڑ دیا گیا۔ کچھ اونٹ ملے جو ضبط کر لیے گئے۔ جنگی نقطہ نظر سے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی لیکن سیاسی نقطۂ نظر سے یہ فوج کشی اس لیے کامیاب نظر آئی کہ آیندہ انھوں نے سر نہیں اُٹھایا اور بخوبی جان گئے کہ مستقبل مسلمانوں کا ہے، مدینے سے مل کر یا تابع ہو کر رہنا ہی زندگی کی ضمانت ہے۔

۷: غزوۂ غابہ یا غزوۂ ذی قرد

[زیرِ قیادت رسول اللہ ﷺ بمقام ذو قرد، بخلاف بنو فزارہ کے ڈاکو، بتاریخ ربیع الثانی ۶ ہجری، ستمبر ۶۲۷ء]

اپنے خادم رباحؓ کی نگرانی میں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ چرنے کے لیے بھیجے تھے۔اور سلمہؓ بن اکوع بھی ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ان کے ساتھ تھے کہ عبد الرحمن فزاری نے اونٹوں پر چھاپہ مارا۔اور ان سب کو ہانک لے گیا اور چرواہے کو قتل کر دیا۔ سلمہؓ نے اونٹوں کے نگراں رباحؓ سے کہا یہ گھوڑا لو، اسے ابو طلحہؓ تک پہنچادو۔ اور رسول اللہ ﷺ کو اس حادثے کی اطلاع کر دو۔ ابو سلمہؓ نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف رُخ کیا۔اور تین بار پکار لگائی: یاصَباحاہ! ہائے صبح کا حملہ۔ پھر حملہ آوروں کے پیچھے چل نکلے، وہ ڈاکوؤں پر تیر برسا رہے تھے اور یہ جنگی نغمہ پڑھ رہے تھے: [خذها أنا ابن الأكوع واليوم يوم الرضع] لو میرے تیروں کا وار سنبھالو] میں اکوع کا بیٹا ہوں۔اور آج کا دن دودھ پینے والے کا دن ہے (یعنی آج پتہ لگ جائے گا کہ کس نے اپنی ماں کا دودھ پیا ہے)

سلمہ بن اکوعؓ تیز دوڑنے اور تیر اندازی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے، یہی وجہ تھی کہ بجائے گھوڑے پر سوار ہو کے، انھوں نے پیدل دوڑ کر ڈاکوؤں کا پیچھا کیا وہ انھیں مسلسل تیروں سے چھلنی کرتے رہے اور اگر اُن کا کوئی سوار پلٹ کر اُن کی طرف آتا تو یہ درختوں کی اوٹ میں آجاتے اور اُسے آگے نکلنے پر تیر مار کر زخمی کر دیتے۔ بے چاروں نے رسول اللہ ﷺ کے ہنکائے ہوئے تمام اونٹ آزاد چھوڑ دیے لیکن سلمہؓ نے اُن کا پیچھا نہ چھوڑا تو اُنھوں نے بھاگنے میں آسانی کے لیے بوجھ کم کیا اور تیس سے زیادہ چادریں اور تیس سے زیادہ نیزے پھینک دیئے۔ایک موقع پر جب سلمہؓ اور وہ لوگ قریب تھے، سلمہؓ نے باآواز بلند اُن سے کہا تم لوگ کیا مجھے نہیں پہچان رہے ہو؟ میں سلمہؓ بن اکوع ہوں، تم میں سے جس کسی کے پیچھے لگوں گا جلد پالوں گا اور جو کوئی مجھے دوڑائے گا وہ مجھے کبھی نہ پکڑ سکے گا۔

رسول اللہ ﷺ کو جوں ہی اس ڈاکے کی اور سلمہؓ کی اِن ڈاکوؤں کا پیچھا کرنے کی اطلاع ملی وہ بھی اپنے سامنے موجود صحابہ کے ساتھ ہماری طرف سوار ہو کر دوڑے۔تاہم نکلنے سے قبل مدینہ کا انتظام ابن اُمِ مکتوم کو سونپا اور علم مقداد بن عمروؓ کو عطا فرمایا، رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ آنے والوں میں سب سے آگے اخرم رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے پیچھے ابو قتادہؓ، اور ان کے پیچھے مقدادؓ بن اسود۔ ڈاکوؤں کے سردار عبدالرحمن فزاری اور اخرم رضی اللہ عنہ کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ عبد الرحمن نے نیزہ مار کر اخرم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ مگر اتنے میں قتادہؓ، ڈاکوؤں کے

سردار عبدالرحمن کے سر پر جا پہنچے اور اسے نیزہ مار کر زخمی کر دیا۔ بقیہ حملہ آور پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ اور ہم نے اُن کے پیچھے دوڑنا شروع کیا۔ سلمہؓ اپنے پاؤں پر اچھلتے ہوئے دوڑ رہے تھے۔ سورج ڈوبنے سے کچھ پہلے ان لوگوں نے اپنا رخ ایک گھاٹی کی طرف موڑا جس میں ذی قرد نام کا ایک چشمہ تھا۔ یہ لوگ پیاسے تھے اور وہاں پانی پینا چاہتے تھے لیکن سلمہؓ کے تیروں نے انھیں چشمے کے قریب پھٹکنے ہی نہ دیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور دیگر گھڑ سوار صحابہ سورج غروب ہونے کے بعد سلمہؓ تک پہنچے تو اُنھوں نے کہا، یا رسولؐ اللہ! یہ سب پیاسے تھے۔ اگر آپ مجھے سو آدمی دے دیں تو میں ان کے جانور بھی چھین لوں۔ اور ان کی گردنیں پکڑ کر حاضر خدمت بھی کردوں۔ آپؐ نے فرمایا : اکوع کے صاحبزادے! تم قابو پا گئے ہو تو اب ذرا نرمی برتو۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس وقت اِن لوگوں کی بنو غطفان میں مہمان نوازی کی جا رہی ہے۔ ذی قرد نامی چشمے تک اِن کو بھگانے کی بنا پر اہلِ سیر و مغازی نے غزوے کو اسی کے نام یعنی غزوۂ ذی قرد کے نام سے اسے یاد رکھا۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شرکت بابرکت کی بنا پر یہ مہم ایک غزوہ قرار پائی، آپؐ نے اِس موقع پر فرمایا کہ آج ہمارے سب سے بہتر سوار ابو قتادہؓ اور سب سے بہتر پیادہ سلمہؓ ہیں۔ سلمہؓ بن اکوع کہتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ واپس ہوتے ہوئے مجھے اپنی عضباء نامی اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھایا۔

۸: سریہ جموم / سریہ مرالظہران

[زیرِ قیادت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، بمقام جموم، وادیٔ فاطمہ، بخلاف بنو سلیم، بتاریخ ربیع الثانی ۶ ہجری، ستمبر ۶۲۷ء]

۹: سریہ عیص

[زیرِ قیادت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، بمقام عیص، بخلاف قریش کا قافلہ، بتاریخ جمادی الاولیٰ ۶ ہجری، اکتوبر ۶۲۷ء]

۱۰: سریہ الطَرَف یا الطرق

[زیرِ قیادت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، بمقام طَرَف، بخلاف بنو ثعلبہ، بتاریخ جمادی الثانی ۶ ہجری، نومبر ۶۲۷ء]

۱۱: سریہ وادی القریٰ

[زیرِ قیادت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، بمقام حِسمیٰ، بخلاف بنو جُذام، بتاریخ رجب ۶ ہجری، دسمبر ۶۲۷ء]

۱۲: سریہ فدک، دیار بنی سعد

[زیرِ قیادت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، بمقام فدک، بخلاف بنو سعد، بتاریخ آخر شعبان ۶ ہجری، جنوری ۶۲۸ء]

حُیَیّ بن اَخطَبُ اگرچہ بنو قریظہ کے مَردوں کے ساتھ قتل کر دیا گیا تھا، لیکن خیبر میں آباد یہودی من حیث القوم مسلمانوں سے شدید عداوت رکھتے تھے اور بجا طور سے ڈرتے تھے کہ ایک روز مسلمان ضرور حملہ کریں گے۔ یہود نے مسلمانوں کے ساتھ اِس متوقع جنگ کے لیے اطراف میں آباد عربوں کے ساتھ مذاکرات شروع کیے۔ اُن قبیلوں سے جن سے بات چیت چل رہی تھی، اُن میں بنو سعد بھی شامل تھے۔ یہ وہی قبیلہ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے بی بی حلیمہ کے گھر اپنا زمانہ رُضاعت (زندگی کا بالکل ابتدائی شیر خواری کا زمانہ) گزارا تھا۔ بنو سعد اپنی فصیح عربی زبان دانی پر بجا طور سے بڑے نازاں تھے۔ یہ لوگ جنگِ خندق میں یہودیوں کے چکر میں آکر خندق کے پار ایک مہینہ بیٹھ کر خوار ہو چکے تھے، اب یہ دوبارہ کھجور کی فصل کے ایک حصے کے لالچ میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے دوران یہود کو مدد پہنچانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب معلوم ہوا کہ بنو سعد یہود کے حلیف بننا چاہتے ہیں تو آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو اُن کی سرزنش کے لیے دو سو آدمی دے کر روانہ فرمایا۔ یہ لوگ رات میں سفر کرتے اور دن میں چھپے رہتے تھے، آخر ایک بدّو ملا اس نے اقرار کیا کہ بنو سعد نے خیبر کی کھجور کے عوض امداد فراہم کرنے پر رضا مندی ظاہر کی ہے بدّو کی رہ نمائی کے مطابق علی رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا، بنو سعد کا سردار وبر بن علیم ایک تجربہ کار اور مانا ہوا جنگ جو تھا، لیکن اللہ نے اُس کے دل میں اور اُس کی قوم کے لوگوں کے دلوں میں اہلِ ایمان کی ایسی ہیبت ڈالی کہ اپنا ساز و سامان اور مویشی چھوڑ کے اپنی عورتوں اور بچوں سمیت بھاگ نکلے۔ علی رضی اللہ عنہ نے سارے مویشی ضبط کر لیے جن میں ۵۰۰ اونٹ اور ۲ ہزار بکریاں شامل تھیں، اُس دور میں یہ ایک بڑا اثاثہ تھا۔ بنو سعد کو اپنے کیے کی مناسب سزا مل گئی، یہ لوگ پھر کسی لالچ میں نہ آسکے اور کچھ عرصے بعد خیبر کی جنگ ہوئی تو یہودی اِن سے تعاون حاصل نہ کر پائے۔ ۹ ہجری یعنی عام الوفود [وفود کا سال] میں، جب لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے تھے انھوں نے ضمام بن ثعلبہ کو اپنا نمایندہ بنا کر بھیجا اور آخر کار اسلام میں داخل ہو گئے۔

۱۳: سرِیہ دُومۃ الجندل، دیارِ بنی کلب

[زیرِ قیادت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، بمقام دُومۃ الجندل، بخلاف بنو کندہ اور بنو کلب، بتاریخ آخر شعبان ۶ ہجری، جنوری ۶۲۸ء]

مدینے کے شمال مغرب میں واقع اِس علاقے میں غالباً کبھی 'دوما' نامی کسی شخص نے جندل [پتھر] سے اپنی بڑی عمارت تعمیر کی، جس کی بنا پر یہ علاقہ دُومۃ الجندل کہلانے لگا، دورِ نبوت میں یہاں بنو کندہ

اور بنو کلب آباد تھے جو عرصہ قبل بت پرستی چھوڑ کر مسیحیت اختیار کر چکے تھے۔اِنھوں نے بڑی بڑی چٹانوں پر بڑے شان دار قلعے تعمیر کر رکھے تھے۔اِن کے سرداروں کی شرارت انگیزی سے خطرہ تھا کہ یہ مدینے کی سلطنت کی توسیع کی راہ میں رکاوٹ بنیں گے چناں چہ مناسب جانا گیا کہ اِن کی جانب سے کسی بھی خطرے کے امکان کا سدّ باب کیا جائے، جس کی بہترین صورت یہی تھی کہ یہ اسلام قبول کر لیں اور اہلِ مدینہ کے ساتھ برابر کے حقوق پانے کے ساتھ اپنے علاقے کی حکومت و نظم و نسق کو خود ہی سنبھالیں یا پھر اسلام کی بالا دستی قبول کر لیں، حفاظت مدینے کی حکومت کے ذمے ہو گی جس کا یہ ٹیکس ادا کریں گے اور کسی بھی حملہ آور کا ہر گز ساتھ نہیں دیں گے، نظم و نسق کو خود ہی سنبھالیں گے، آخری شکل یہی ہو گی کہ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں اور پھر تلوار ہی اِن کے جان و مال اور علاقے کی ملکیت کا فیصلہ کرے کیوں کہ یہ زمین اپنے خالق کی ملکیت ہے، اُسی کو اقتدارِ اعلیٰ حاصل ہے۔ اس علاقے کے باشندوں اور حکمرانوں کے اہلِ کتاب ہونے کی بنا پر اِن کے ساتھ معاملہ بت پرست بدوؤں والے معاملے سے بڑا مختلف تھا اور نصرانی، یہودیوں کے مقابلے میں یہ لوگ اللہ سے زیادہ ڈرنے والے اور پرہیز گار تھے، چناں چہ اِن کا معاملہ یہود کی مانند بھی نہیں تھا۔ یہ امور اِن سے ایک خصوصی برتاؤ کا مطالبہ کر رہے تھے۔

شعبان ۶ ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اِس علاقے پر فوج کشی کا فیصلہ کیا۔اس مہم کی قیادت کے لیے ماہر جنگ جو شخصیت کے مقابلے میں بردباری اور دانشمندی کا غالب رنگ رکھنے والی شخصیت درکار تھی۔اس لیے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا گیا۔اِس برس ہونے والی یہ سب سے منفرد مہم تھی اور سب سے بڑی بھی،اس میں ۷۰۰ صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہم راہ بھیجا،اب تک بھیجے جانے والے سریہ جات میں یہ سب سے بڑی تعداد تھی۔رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے بٹھا کر خود اپنے مبارک ہاتھوں سے اُن کی پگڑی باندھی۔اور لڑائی میں جہاں تک ممکن ہو نرم ترین صورت اختیار کرنے کی ہدایت کی۔اور فرمایا کہ اگر وہ لوگ (لڑے بغیر خوشی سے) تمھاری اطاعت کر لیں تو تم ان کے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کر لینا۔ یہ ہدایت اس لیے تھی کہ مدینے اور دُومۃ الجندل کے درمیان اچھے تعلقات پیدا ہوں اور اُن کی جانب سے داماد کے شہر کے خلاف کسی کاروائی کا امکان نہ رہے۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ راتوں کو سفر کرتے اور دن میں چھپ جاتے، طویل سفر کے بعد وہاں پہنچے تو فوجی حملہ آوروں کا انداز نہیں تھا بلکہ اشاعت دین کے مبلغین کا انداز تھا۔اُنھوں نے حکمرانوں، علاقے کے زعماء اور اُن

کے مذہبی قائدین کے سامنے اسلام کی دعوت بڑی حکمت اور عمدہ انداز سے رکھی، وہ لوگ کوئی بات سمجھنے کو تیار نہیں تھے اور کہتے تھے کہ آپ لوگ واپس جائیں ہم تمھاری کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہیں، اگر تم واپس نہیں جاؤ گے تو صرف تلوار ہی ہمارے تمھارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ عبدالرحمن بن عوفؓ مسلسل تین روز اُنھیں سمجھاتے رہے تیسرے دن اُن کے بادشاہ اصبغ بن عمرو الکلبی نے ایمان قبول کرنے کا اعلان کر دیا اور اُس کے ساتھ دیگر اور بھی کئی لوگ مسلمان ہو گئے۔ عبدالرحمنؓ نے ایمان قبول کرنے والوں کو بتایا کہ اُن کے وہی حقوق و فرائض ہیں جو ہمارے ہیں، حکومت اُنھی کے پاس رہے گی، اُن سے وصول شدہ زکوٰۃ اُنھی کے مساکین میں تقسیم کی جائے گی۔

بادشاہ کے اسلام قبول کر لینے سے اور مزید ایک مختصر مگر موثر طبقے کے اسلام قبول کر لینے سے صورتِ حال تبدیل ہو گئی، اکثریت جس نے اسلام قبول نہیں کیا سلطنت کی حفاظت کی ذمہ داری اور زکوۃ کی ادائیگی سے آزاد ہو گئی اور ذمی ٹیکس ادا کر کے پوری مذہبی آزادی کے ساتھ اسلام کی سیاسی بالادستی کو قبول کرنے اور اسلامی حکومت سے کامل وفاداری پر تیار ہو گئی۔ اس مملکت کا یہود کے ساتھ تعاون کا کوئی امکان نہیں رہا اور یہ مملکت خود مدینے کی اسلامی حکومت کی ایک توسیعی شاخ بن گئی، یوں سریہ بھیجنے کے تمام مقاصد بحُسن و کمال پورے ہو گئے۔

عبدالرحمن بن عوفؓ نے بادشاہ کی بیٹی تماضر بنت اصبغ پر رشتہ دیا جو قبول کر لیا گیا۔ اِنھی کے بطن مبارک سے آپؓ کے صاحب زادے ابو سلمہؓ پیدا ہوئے۔

۱۴: سریہ مدین

[زیرِ قیادت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، بمقام مدین، بخلاف بنو سعد، بتاریخ رمضان ۶ ہجری، فروری ۶۲۸ء]

۱۵: سریہ ابو بکر صدیقؓ یا سریہ ابو قرفہ

[زیرِ قیادت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، بمقام وادی القریٰ، بخلاف بنو فزارہ، بنو بدر، بتاریخ رمضان ۶ ہجری، فروری ۶۲۸ء]

خیبر اور مدینہ کے درمیان وادی القریٰ میں بنو فزارہ کی بڑی بڑی بستیاں تھیں۔ بنو فزارہ کی کثیر تعداد دوسرے قبائل پر اِن کے رعب داب کا موجب بنتی تھی۔ بنو فزارہ اکثر مختلف قبائل کو جنگوں اور جھگڑوں میں کرائے پر لڑنے والی نفری مہیا کرتے تھے۔ اگرچہ یہ جنگِ خندق میں کفار کی طرف سے شریک نہیں ہوئے

تھے لیکن کیا یہ آیندہ یہود کے اُکسانے پر مسلمانوں کے خلاف صف آرا نہیں ہوں گے ،اس بات کی کوئی ضمانت نہیں تھی۔ مستقبل قریب کے آنے والے دنوں کے لیے یہ بات نوشتہ دیوار تھی کہ یہود اور مسلمانوں میں ایک فیصلہ کن جنگ ہونی ہے یہود اس جنگ میں اپنے بچاؤ کے لیے اطراف کے سارے قبائل سے تعاون کے طلبگار تھے اور دوسری طرف مسلمان اس تعاون کو محدود کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ بنو فزارہ کی ایک عورت فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر اسلام دشمنی میں دیوانی تھی اور حقیقی صورت حال یہ تھی کہ سردارِ قبیلہ کے مقابلے میں اس کی بات زیادہ چلتی تھی، یہ عورت اُمِّ قرفہ کے نام سے مشہور تھی۔ ضروری تھا کہ اس قبیلے کی اُمِّ قرفہ کی جانب سے اندیشوں کا سدِّ باب کیا جائے۔ یہ کام آسان نہیں تھا۔

اس کام کے لیے نبی اکرم ﷺ نے اپنے سب سے معتمد ترین اور قریبی ساتھی سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور ایک بہت بڑے لشکر کو اُن کی کمان میں دے کر اُنھیں بنو فزارہ کی جانب رمضان ٦ ھ میں روانہ کیا گیا۔ اس لشکر کو عجلت سے بھیجنے کا یہ واقعہ بھی ایک سبب بنا تھا کہ اُمِّ قرفہ نے دھوکے سے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے تیس نوجوانوں پر مشتمل ایک ٹولے کو بھیس بدلوا کر مدینے بھیجا تھا جس کا فجر کی نماز میں آپؐ کو شہید کرنے کا منصوبہ تھا۔ نبی ﷺ کو اطلاع مل گئی آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو خبردار کردیا، جس کی سن گن اس ٹولے کو بھی لگ گئی اور وہ بغیر کچھ کیے واپس بھاگ گیا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا فوجی دستہ وادی القریٰ کی اُس بستی کے قریب جس میں یہ ام قرفہ رہتی تھی رات کو پہنچ گیا۔ صبح کی نماز جب پڑھ چکے تو آپؓ کے حکم سے بستی کے چشمے پر دھاوا بول دیا گیا، بیشتر لوگ بھاگ نکلے کچھ لوگ قتل ہوئے۔ ایک گروہ جس میں عورتیں اور بچے بھی تھے اُن کو سلمہ بن اکوعؓ نے اپنی ماہرانہ تیر اندازی کے بل پر گھیر لیا اس گروہ میں ام قرفہ اور اُس کی بیٹی بھی تھی۔ ام قرفہ اور نبی ﷺ کے قتل کے لیے تیار کیے ہوئے تیسوں سوار قتل ہوئے باقی گرفتار شدگان غنیمت میں تقسیم ہوئے۔ اُس کی بیٹی کے حُسن کے دور دور چرچے تھے، اہلِ مکہ کے پاس کچھ مسلمان محبوس تھے، اُن کی رہائی کے معاوضے کے طور رسول اللہ ﷺ نے یہ لڑکی مکہ بھیج دی۔ اُم قرفہ کے یوں مارے جانے سے بنو بدر کے دماغ اس سریے کے بعد بالکل ٹھیک ہو گئے مزید کسی کاروائی کی ضرورت نہیں رہی۔

١٦: سریہ عمرو بن امیہ الضمری

[زیرِ قیادت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ، بمقام مکہ، بخلاف قریش/ابوسفیان، بتاریخ رمضان ٦ ہجری، فروری ٦٢٨ء]

ابوسفیان نے نبی ﷺ کو قتل کرنے کے لیے معقول انعام کے وعدے پر ایک بدّو کو تیز رفتار اونٹ اور زادِ راہ دے کر مدینہ بھیجا تھا، اُس نے آپؐ کو تلاش کیا معلوم ہوا کہ آپؐ بنو عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ وہ وہاں پہنچا تو اُسے آتے دیکھ کر نبی ﷺ نے کہا یہ بُرے ارادے سے آرہا ہے۔ قبیلہ اوس کے سردار اسید بن حضیرؓ نے اُسے قابو کر لیا اور اُس کے کپڑوں سے خنجر برآمد کر لیا۔ آپ ﷺ نے کہا اسے میرے پاس آنے دو، اُس نے ساری بات بتائی تو آپؐ نے اُسے معاف فرمادیا اور کہا جاؤ تم آزاد ہو۔ وہ اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر ایمان لے آیا۔

بدّو اگرچہ اپنے مشن میں قطعی ناکام رہا لیکن قریش کو یہ پیغام دینا ضروری تھا کہ مدینے کی حکومت موم کی ناک نہیں ہے کہ جب چاہیں موڑ دی جائے، چناں چہ جوابًا ابوسفیان کو قتل کرنے کے لیے عمَرو بن امیّہ ضمریؓ کو سلمہؓ بن ابی سلمہؓ کی معیت میں مکہ بھیجا گیا تاکہ وہ جوابی کاروائی کر کے قریش کو احساس دلایا جائے۔ یہ لوگ اس مہم میں کامیاب نہ ہو سکے۔ البتہ اس سریے میں عمروؓ بن امیہ ضمری نے تین دشمنوں کو قتل کیا۔

۱۷: سریہ عبداللہ بن رواحہؓ

[زیرِ قیادت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ، بمقام قرقرۃ ثباۃ، خیبر، بخلاف یہود، بتاریخ شوال ۶ ہجری، مارچ ۶۲۸ء]

دشمن اسلام یہودی عبد اللہ بن ابی الحقیق المعروف ابورافع کو خیبر میں، اُس کے ناقابل رسائی محفوظ قلعے میں واقع اُس کے گھر میں گھس کر عبداللہؓ بن عتیک نے اُسے قتل کر دیا تھا حُیَیّ بن اَخطَبؓ کے بعد ابورافع کے بھی قتل نے یہودیوں کو دو (۲) جذباتی اور عقل سے عاری لیڈروں سے نجات دلادی تھی۔ اُنھیں اس بات کا موقع مل گیا تھا کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں اور محمد عربی ﷺ کی رسالت پر ایمان لے آئیں، جن کو وہ ایک سچے نبی کے طور پر پہچانتے تھے، جس کی شہادت اُن کے بڑے عالم عبداللہؓ بن سلام دے چکے تھے، اور بنو قریظہ کا سردار کعب بن اشرف بھی اپنے قتل سے قبل تک اسلام کی طرف نرم گوشہ رکھتا تھا۔ مسلمان یہ جاننا چاہتے تھے کہ خیبر میں یہودی قیادت کے دماغ کچھ ٹھکانے آئے ہیں یا نہیں، اس مقصد کے لیے تین آدمی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بڑی رازداری سے حالات معلوم کرنے کے لیے خیبر بھیجے گئے۔ اس کمیشن نے حالات معلوم کیے اور اپنی رپورٹ سے رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کیا، جس میں یہ بات سامنے آئی کہ یہودیوں کا نیا لیڈر اسیر بن زارم بھی غطفان اور دوسرے قبائل کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکسا رہا ہے،

لیکن سمجھانے بجھانے کی گنجائش ہے۔

جائزے کا حاصل یہ نکلا کہ اگر ابو رافع کی جگہ اسیر بن زارم کی سربراہی میں بننے والی نئی یہودی لیڈرشپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لے اور برابر کے حقوق و عزت کے ساتھ اپنی بستیوں میں امن وامان سے رہے تو اِس بات سے بہتر کچھ نہیں۔ دوسرے یہ کہ یہودی لیڈرشپ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی بستیوں میں رہتے ہوئے سیاسی تابعداری قبول کر لینے کا اقرار کر لے تو کچھ شرائط کے تحت وہاں کی امارت و قیادت اُنھی کے ہاتھوں میں رہنے دی جائے۔

شوال ۶ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے تیس (۳۰) صحابہ کرامؓ کو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بھیجا۔ وہاں جا کر انھوں نے اسیر بن زارم کو سمجھایا کہ اگر وہ مدینے چلے اور رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کر لے تو وہ خیبر پر عامل برقرار رہ سکتا ہے اور کسی طرح کی جنگ اور خوں ریزی سے بچا جا سکتا ہے۔ یہ تجویز بخیر وخوبی روبعمل نہ آ سکی اور یہ کوشش نتیجہ خیز نہ ہوئی۔ متعدد اہلِ سیر اور مورخین اس سریے کا کوئی تذکرہ نہیں کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۱۸: سریہ عرنیینؓ

[زیرِ قیادت کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ، بمقام جبلِ عیر، بخلاف بنو فزارہ کے ڈاکو، بتاریخ شوال ۶ ہجری، مارچ ۶۲۸ء]

عکل اور عُرینہ کے چند لوگوں نے مدینہ آ کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور مدینہ ہی میں قیام کیا، در حقیقت یہ بُرے ارادوں سے کچھ لوٹ مار کے لیے آئے تھے اور اُن کا اسلام، محض بناوٹی اور کچھ ٹکوں کی خاطر تھا۔ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ ان کو مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی اور وہ بیمار پڑ گئے۔ انھیں چند اونٹوں کے ساتھ مضافات مدینہ میں واقع چراگاہ میں بھیج دیا گیا تا کہ کھلی آب و ہوا اور سادہ غذا سے صحت بحال ہو۔ یوں مرکزِ شہر اور مسجد نبوی اِن کی شرارت سے محفوظ رہی۔ جب یہ لوگ تندرست ہو گئے تو اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کی دیکھ بھال کرنے والے نگراں کے ہاتھ پیر توڑے ببول کے کانٹوں سے آنکھیں پھوڑ دیں اور پھر قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہنکا کر لے بھاگے، اظہارِ اسلام کے بعد کفر کو اختیار کیا۔ یہ ڈاکہ زنی، ارتداد اور فساد فی الارض کے جرائم کے مرتکب ہوئے، جوں ہی رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی اور فوراً ہی ہو گئی تھی، آپؐ نے ان کی تلاش کے لیے کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ کو بیس صحابہ کی معیت میں روانہ فرمایا۔

یاد ش بخیر یہ کرز بن جابر فہریؓ وہی ہیں جنہوں نے غزوہ بدر سے کچھ پہلے مدینہ کے چوپایوں پر چھاپہ مارا تھا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا تھا۔ بعد میں انہوں نے اسلام قبول کیا اور فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں فاتحانہ داخل ہونے والے خالد بن ولیدؓ کے دستے میں شامل تھے جس پر عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ کی قیادت میں مشرکین نے حملہ کیا تھا، جس سے نبٹنے کے دوران چار مسلمان شہید ہوئے، اُن میں سے ایک کرز بن جابر فہریؓ تھے۔

کرز بن جابر فہریؓ کی قیادت میں اس دستے کو روانہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اللہ سے یہ دعا کی کہ ان بد خصلت لوگوں پر راستہ اندھا کر دے۔ چناں چہ وہ پکڑ لیے گئے اور انہوں نے مسلمان چرواہوں کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اس کے قصاص میں اور سوسائیٹی میں ایسے مجرمین کو نشانِ عبرت بنانے کے لیے ان تمام کو اُسی طرح موت کے گھاٹ اُتارا گیا جیسے اُنھوں نے بے گناہ شہریوں کو شہید کیا تھا۔ اِن زخمی اندھے ہاتھ پیر کٹے فسادیوں کو حرّہ (مدینے کے آتش فشانی چٹانوں کے علاقے کا نام) کے ایک گوشے میں چھوڑ دیا گیا۔ جہاں وہ زمین پر تڑپتے تڑپتے، آخرت کی حقیقی سزا پانے کے لیے راہی عدم ہو گئے۔

فوجی مہمات پر ایک جامع تبصرہ

غزوہ خندق میں سارے عرب کی متحدہ افواج کے بے نیل و مرام واپس بھاگنے نے خیبر سے مدینے تک اور مدینے سے شام و یمن و مکہ تک ریاستِ مدینہ کی ایک دھوم مچا دی تھی۔ یہ کل ۱۸ مہمات ہیں، جو تمام کی تمام اڑیل قسم کے بدّؤں کے خلاف برپا ہوئیں، کسی میں بھی بڑی خوں ریزی نہیں ہوئی۔ اِن کا مقصد انھیں باور کرانا تھا کے پرانے زمانے لد گئے اور اِن کو چار و ناچار آج نہیں تو کل مدینے کے آگے سر نگوں ہونا ہے، یہ سب اِن مہمات کے نتیجے میں دبک کر بیٹھ گئے، اِن کے سر نگوں ہونے میں اب اصل انتظار اس بات کا تھا کہ قریش شکست مانتے ہیں یا نہیں اور یہود و نصاریٰ کا اب اس نئی طاقت کے ساتھ کیا ردِّ عمل ہو گا۔ آنے والے ایّام کی روداد اور تنزیلات یہ واضح کر دیں گی کہ کس تیزی کے ساتھ حالات نے پلٹا کھایا اور پورے حجاز میں اسلام کا غلبہ ہو گیا۔

☆☆☆☆☆